AL-ʻULŪM ISSN: 2709-3484 (Print) | 2709-3492 (Online)
https://alulum.net/ojs/index.php/aujis/about
(January-June 2023), 4:1(149-168)

کتاب الشفاء کے متعین کردہ حقوق مصطفی ﷺ علماء، ادباء اور شعراء کی نظر میں

فضل حق حقانی لیکچرار، شعبہ علوم اسلامیہ، سوات، یونی ورسٹی، سوات

ضیاء الدین لیکچرار، شعبہ علوم اسلامیہ، سوات، یونی ورسٹی، سوات

The Rights of the Holy Prophet (peace be upon him) according to *Kitāb ʻl Shifā* in the Context of Scholars, Writers and Poets

1. **Fazale haq Haqqani**[1]
   Department of Islamic Studies, University of Swat
2. Zia ud Din (PhD)
   Lecturer, Department of Islamic & Arabic Studies, University of Swat

Keywords:
Sīrah, Prophetic rights, Kitāb ʻl shifā, scholars, writers, poets

.

Abstract: Muhammad (peace be on him) has the most favors on the creatures on the earth, after Almighty Allah. Among the infinite mercies of Allah, his bringing the people into existence, providing them sustenance, protecting them and nurturing them are included. Among the favors of Prophet Muhammad (peace be on him) is to be a source of mercy and a source of guidance for mankind. It is a natural process that the more favors of a personality on people, the more rights he deserved on their behalf. He should consider paying attention to him as a precious asset of his life, make the moments spent thinking about him an invaluable moment of his life. A prominent name among the writers of Muhammad (peace be on him) is Qadī ʻAyyād. He is a prominent justice, jurist, historian and biographer of the 5th century of hijra. In this article, it is explored that how do scholars, writers and poets of the Islamic world view the generally the rights mentioned in the aforementioned book? It is difficult to cover all, however, the poems of famous poets, the sayings of selected scholars and writers have been discussed in this research paper. This humble effort makes it a means of intercession of the holy prophet for his whole family.

*Fazl e Haq, (2023). **The Rights of the Holy Prophet (peace be on him) according to Kitāb ʻl Shifā in the Context of scholars, writers and poets** Al-ʻUlūm Journal of Islamic Studies,4(1)*

[1] Corresponding author Email: fazlehaq@suwat.edu.pk

اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے اپنے حبیب مکرم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی شان کو بلند فرمایا اور اس امت سے یہی مطلوب رکھا کہ وہ اس کے محبوب نیر تاباں ﷺ پر ایمان لائیں، آپ کی اطاعت کریں، شان بیان کریں اور شان رفعیہ کا دفاع بھی کریں۔ قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے آپ ﷺ کے حقوق کو انتہائی دلنشین انداز میں بیان فرمایا ہے اور متعدد مقامات پر اشعار بھی بیان فرمائے ہیں جو اس بات کی عکاسی کرتے ہیں ہر دور میں شعراء اور ادباء نے بھی آپ کے حقوق بیان کیے ہیں۔ دنیا کی ہر زبان کو یہ سعادت ارزانی کی گئی کہ ثنائے محمد ﷺ کے لیے اسے چنا گیا خواہ وہ عربی کے ادیب ہوں، فارسی ہوں یا کسی بھی زبان کے ادیب ہوں ہر ایک نے ثنائے خواجہ بطحا ﷺ سے اپنے قلب و ذہن کے جذبہ شوق کو تمازت بخشی ہے۔ مقالہ ھذا میں کتاب الشفاء کی روشنی میں شعراء و ادباء کے بیان کردہ حقوق مصطفیٰ کو بیان کیا گیا ہے اور یہ عصر حاضر میں بہت ضروری ہے تاکہ ان عشاق کی ولولہ انگیز تحریروں کو پھر سے عام کرکے جدید شعراء کے سامنے لایا جائے۔

انہی حقوق کو قاضی عیاضؒ نے اپنی مشہور زمانہ اور درگاہ رسالتماب ﷺ میں قبولیت پانے والی کتاب الشفاشریف میں بیان کیا ہے۔ اور یہ ذمہ داری صرف قاضی عیاض علیہ الرحمہ کی نہیں تھی بلکہ حب محمدی کا درد رکھنے والے ہر فرد ملت پر فرض ہے لہذا وہ شاعر ہے تو اپنے منظوم کلام میں اسے بیان کرے، ادیب ہے تو اپنے نثری پاروں میں اس لطیف بحث کو بیان کرے اور عالم ہے تو وہ اپنی پر مغز گفتگو کو شان محمدی سے مزین کرے۔ مقالہ ہذا میں اسی نوعیت پر تحقیق کی گئی ہے اگرچہ اس سے ملتے جلتے کچھ موضوعات پر کام ہوا ہے مثلاً:

اردو نعتیہ کلام میں خصائص نبوی ﷺ، مقالہ نگار: ریماخان ایم فل سکالر، جی سی یونیورسٹی فیصل آباد، سیشن: 2017ء

اردو مجموعہ ہائے نعت میں شمائل نبوی کا مطالعہ، مقالہ نگار: فارینہ عنبرین ایم فل سکالر، جی سی یونیورسٹی فیصل آباد، سیشن: 2016ء

تاہم بعینہ اس عنوان پر تاحال کسی محقق نے اپنے نوک قلم کو جنبش نہیں دی۔

کتاب الشفاء کا منہج واسلوب

قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "الشفا بتعریف حقوق المصطفیﷺ" کو چار حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ان میں دوسرا حصہ ان حقوق کے بارے میں ہے جو نبی اکرم ﷺ کے لوگوں پر لازم ہیں۔کتاب الشفاء کے کل چار ابواب ہیں۔

باب اول: آپ ﷺ پر ایمان کی فرضیت ،آپ کی اطاعت کے وجوب اور سنت کے اتباع سے متعلق ہے۔پہلے باب میں تین فصول ہیں۔

فصل اول محمد ﷺ کی اطاعت کے وجوب کے متعلق ہے۔

فصل دوم آپ ﷺ کی سنن کی اقتدا واتباع میں ہے۔فصل سوم سلف وصالحین سے آپ ﷺ کی سنت کی اقتدا کے متعلق وارد اقوال وفرامین پر مشتمل ہے۔

فصل چہارم آپ ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی اور سنت کو چھوڑ کر بدعات اختیار کرنے پر وعید کا ذکر ہے۔

باب دوم: میں نبی اکرم ﷺ کی محبت کے لزوم کا ذکر ہے۔اس کے تحت کل پانچ فصلیں ہیں۔

فصل اول میں آپ ﷺ کی محبت کو باعث ثواب قرار دیا گیا ہے۔

فصل دوم میں سلف وصالحین کی آقاء دوجہاں کے ساتھ محبت اور اشتیاق کا ذکر ہے۔

فصل سوم میں سردار دوجہاں کی محبت کی علامات کا ذکر ہے۔

فصل چہارم میں محمد مصطفی ﷺ کے ساتھ محبت کا معنی اور حقیقت کا ذکر ہے۔

فصل پنجم میں میں آقائے نامدار ﷺ کے ساتھ محبت وخیر خواہی کا ذکر ہے۔

باب سوم: آپ ﷺ کے حکم کی تعظیم اور توقیر کے بارے میں ہے۔اس میں کل چھ فصول ہیں۔

فصل اول آپ ﷺ کی تعظیم وتوقیر میں صحابہ کرامؓ کی عادات کا ذکر ہے۔

فصل دوم میں آپ ﷺ کی وفات کے بعد تعظیم وتوقیر کے وجوب کا ذکر ہے۔

فصل سوم میں سلف کا آپ ﷺ کی روایات حدیث کو نقل کے وقت کے آداب کا ذکر ہے۔

فصل چہارم میں آپ ﷺ کے اہل وعیال اور امہات مطہرہ کی تعظیم کو آپ ﷺ کی تعظیم کا حصہ ہونے کا ذکر ہے۔

فصل پنجم میں آپ ﷺ کے صحابہ کی تعظیم کو آپ کی تعظیم کا حصہ قرار دیا گیا ہے۔

فصل ششم میں آپ ﷺ سے منسوب ہر چیز جیسے آپ کا شہر، آپ ﷺ کے غزوات، آپ ﷺ کے معاہدات وغیرہ کی تعظیم کا ذکر ہے۔

باب چہارم: آپ ﷺ پر درود و سلام کی فرضیت اور فضیلت کا ذکر ہے۔ اس میں کل نو فصول ہیں۔

فصل اول میں آپ ﷺ پر درود و سلام کو کسی وقت معین کے بغیر عمومی فرضیت کا ذکر ہے۔

فصل دوم میں ان اوقت اور مواقع کا ذکر ہے جن میں آپ ﷺ پر درود و سلام بھیجنا مستحب ہے۔

فصل سوم میں آپ ﷺ پر درود و سلام کی کیفیت کا ذکر ہے۔

فصل چہارم میں آپ ﷺ پر درود و سلام بھیجنے کی فضیلت اور آپ ﷺ کے لیے دعا مانگنے کا ذکر ہے۔

فصل پنجم میں آپ ﷺ پر درود و سلام نہ بھیجنے کی مذمت اور گناہ کا ذکر ہے۔

فصل ششم میں آپ ﷺ تک درود و سلام کو ہر شخص کی طرف سے خصوصی طور پر پہنچانے کا ذکر ہے۔

فصل ہفتم میں آپ ﷺ اور جملہ انبیا کرام کے علاوہ افراد کو سلام پہنچنے کے بارے میں اختلاف کا ذکر ہے۔

فصل ہشتم میں آپ ﷺ کے مرقد مبارک کی زیارت اور زائر کی فضیلت اور سلام کرنے کی کیفیت کا ذکر ہے۔

فصل نہم میں مسجد النبی اور بیت اللہ شریف کی فضیلت، ان میں داخل ہونے کے آداب، ان میں نماز پڑھنے کی فضیلت، آپ ﷺ کے قبر مبارک اور منبر مبارک کا ذکر اور مکہ و مدینہ میں رہائش اختیار کرنے کی فضیلت کا ذکر ہے۔

موضوع کی حدبندی

درجہ بالا عنوان (**الشفاء کے متعین کردہ حقوق مصطفیٰ ﷺ: علماء، ادباء اور شعرا کی نظر میں**) میں جن علما اور شعرا نے قاضی عیاض کے بیان کردہ حقوق مصطفیٰ ﷺ کو اپنی نثر یا نظم میں جگہ دی ہے وہ تو بے شمار ہیں۔ البتہ ہم نے ان علما میں سے مجدد الف ثانیؒ اور شاہ ولی اللہؒ کو لیا ہے، شعراء و علما کرام کے دونوں حلقوں میں معروف و مشہور شخصیت مولانا جلال الدین رومیؒ کو لیا ہے، ادباء میں عباس محمود العقاد کے کلام کو زیر بحث لایا ہے اور علامہ محمد اقبالؒ کو بطور شاعر لیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی تصدیق واتباع قرآن کریم کی نظر میں

قرآن کریم کی متعدد آیات آپ ﷺ کی رسالت پر ایمان لانے کا حکم دیتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالنُّورِ الَّذِي أَنْزَلْنَا﴾[1]۔

"تم اللہ، رسول اور اس قرآن پر ایمان لے آو، جسے ہم نے نازل کیا ہے۔

ایک اور جگہ اللہ رب العزت نے تمام انبیاء کرام سے پختہ عہد لیا ہے کہ وہ آپ ﷺ پر ایمان لائیں گے اور ان کی مدد کریں گے۔"[2] جب کہ آپ ﷺ کی تصدیق واتباع کی تائید میں قرآن کریم کی متعدد آیات موجود ہیں۔ اللہ رب العزۃ نے اپنی اطاعت کے ساتھ رسول کی اطاعت کو بھی شامل کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾ [3]

جس نے رسول پاک کی پیروی واتباع کی گویا اس نے اللہ پاک کی اقتداء کرلی۔

آپ ﷺ کی تصدیق واتباع احادیث کی نظر میں

آپ ﷺ کے کلام میں جابجا اپنے اوپر ایمان لانے کی تاکید پائی جاتی ہے۔ حدیث مبارکہ میں ہے کہ

"أمرت أن أقاتل الناس حتى يشهدوا أن لا إله إلا الله وأني رسول الله"[4] کہ

مجھے اس وقت تک لوگوں سے قتال کرنے کا حکم دیا گیا ہے جب تک کہ وہ اللہ پاک کی وحدانیت کا اقرار کریں اور میرے اوپر ایمان لائیں۔)

قاضی عیاض فرماتے ہیں :"آپ پر ایمان لانا یہ ہے کہ آپ کی نبوت ورسالت کی قلبی تصدیق اور زبان سے اقرار ہو۔"[5]

1۔ القرآن،8:64۔

2۔ القرآن،81:3۔

3۔ القرآن،132:3۔

4۔ ابو داود سلیمان،مسند أبي داود(مصر :دار هجر، الطبعة: الأولى،1419ھ/1999)، 434:2۔

5۔ ابو الفضل عياض بن موسى بن عمرون اليحصبي السبتي، الشفاء بتعريف حقوق المصطفیٰ(عمان: دار الفيحاء، 1407ھ)،9:2۔

نبی اکرم ﷺ کی تصدیق واتباع علماء کی نظر میں

علماء کے سر خیل مجدد الف ثانی رحمہ اللہ اپنے مکتوبات میں متابعت رسول کو تکمیل ایمان کے درجات قرار دیتے ہوئے اس کے سات مراتب بیان کرتے ہیں۔چنانچہ آپ اپنے مکتوب میں اتباع رسول ﷺ کے سات درجات اور ان کی تفصیل کچھ یوں بیان کرتے ہیں:

۱۔متابعت رسول ﷺ کا اول مرتبہ

حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں:

"پہلا مرتبہ مسلمان عوام الناس کے لیے ہے۔یعنی دلی تصدیق کے بعد، اطمینانِ نفس سے پہلے جو کہ ولایت سے وابستہ ہے، شرعی احکامات کو پورا کرنا اور سنت کی تابعداری ہے اور علمائے ظاہر، عابد اور زاہد حضرات جن کا مقام ابھی اطمینان نفس تک نہیں پہنچا، سب اس متابعت کے اندر شریک ہیں۔[6]

۲۔متابعت رسول ﷺ کا دوسرا مرتبہ

اسلام میں داخل ہونے کے بعد ہر وقت مقام اور مرتبہ کے حصول میں سعی کرتے رہنا چاہئے۔ اسلام اور ایمان کی صورت سے اسلام اور ایمان کی حقیقت کی طرف جانا چاہیے۔جیسا کہ قرآنِ کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ﴾[7]

اے ایمان والو تم ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر۔

آیت بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر مومن کو ترقی کی منازل عبور کرتے ہوئے اللہ پاک کا قرب حاصل کرنا چاہئے۔یعنی ایمان کی صورت سے اس کی حقیقت تک پہنچنا ہے جیسا کہ حضرت مجددؒ فرماتے ہیں:

"کلمہ طیبہ کے ذکر سے مقصود، معبودان باطلہ کی نفی ہے، خواہ وہ آفاقی ہوں یا انفسی؟ آفاقی معبودوں سے مراد کافر اور فاجر لوگوں کے باطل معبود ہیں۔ مثلاً لات وعزّیٰ جب کہ انفسی معبودوں سے سے مراد، نفسانی خواہشات ہیں۔ایمان یعنی تصدیق قلبی آفاقی معبودانِ باطلہ کی نفی کے لیے کافی ہے جب کہ انفسی معبودانِ باطلہ کی نفی کے لیے نفس امارہ کا تزکیہ ضروری ہے جو سلوک یعنی اہل اللہ کے راستے پر چلنے کا حاصل ہے۔ایمانِ حقیقی ان دونوں قسم کے معبودانِ باطلہ کی نفی سے وابستہ ہے۔ایمان کی

6 ۔ شیخ احمد سرہندی(مجدد الف ثانیؒ)، **مکتوباتِ امام ربانی**(کراچی: ادارہ مجددیہ، دفتر دوم1991ء)، 191۔

7 ۔ القرآن، 136:4۔

حقیقت تو معبودانِ انفسی کے ابطال پر ہی منحصر ہے۔ البتہ ایمان کی صورت میں زوال کا تو احتمال ہے لیکن ایمان کی حقیقت اس سے محفوظ ہے[8]۔

۳ متابعتِ رسول ﷺ تکمیلِ ایمان کا تیسرا درجہ

یہ مرتبہ حقیقت ایمان کا ہے۔ یعنی "شریعت، طریقت اور حقیقت۔ مجدد الف ثانی فرماتے ہیں۔

"حقیقت سے مراد شریعت ہی کی حقیقت ہے اور طریقت سے مراد حقیقتِ شریعت تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔ شریعت کی حقیقت صحیح طور پر حاصل ہونے سے پہلے صرف شریعت کی صورت کا حصول ہوتا ہے اور شریعت کی حقیقت کا حصول اطمینانِ نفس کے بعد ہوتا ہے[9]۔ تابعداری کا یہ تیسرا درجہ آپ ﷺ کی تابعداری کا نام ہے۔ جب مرتبہ ولایت اپنی انتہا کو پہنچ جاتا ہے تو نفس جہاں مطمئن ہو جاتا ہے وہاں وہ سرکشی سے بھی باز آجاتا ہے اور انکار سے اقرار میں اسی طرح کفر سے اسلام میں داخل ہو جاتا ہے۔ دوران نماز و روزہ و زکوۃ متابعت کی حقیقت بجالائے گا۔ شریعت کے تمام احکام بجالانے میں "حقیقتِ متابعت" شامل حال ہو جاتی ہے[10]

۴۔ متابعتِ رسول ﷺ تکمیلِ ایمان کا چوتھا درجہ

یہ معرفت کا درجہ ہے جو راسخ فی العلم علماء کے ساتھ خاص ہے جن کو متابعت کی حقیقت بھی ودیعت کی گئی ہوتی ہے اور وہی علمائے راسخین فی العلم ہوتے ہیں جن کو حروف مقطعات کے اسرار کا فہم عطا فرمایا گیا ہوتا ہے۔ یہ وہ حضرات ہیں جن کو متابعت و وراثت کی دولت سے نوازا گیا ہے۔[11] تکمیل ایمان کا یہ مرتبہ انبیاء کرام کے وارثین کو حاصل ہوتا ہے اور انہی اس مرتبہ میں حروف مقطعات اور آیاتِ متشابہات کے رموز و اسرار سے کافی حصہ نصیب ہوتا ہے۔

۵۔ متابعتِ رسول ﷺ تکمیلِ ایمان کا پانچواں درجہ

یہ درجہ حقیقتِ محمدی ﷺ کا مقام ہے، حضرت مجدد الف ثانی اسی مرتبہ کے حوالے سے وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

---

8 ۔ مجدد الف ثانی، نفس مصدر، 144۔

9 ۔ نفس مصدر، 146۔

10 ۔ نفس مصدر، 192۔

11 ۔ نفس مصدر، 193۔

"متابعت کا پانچواں درجہ حضور انور ﷺ کے صرف ان اوصاف میں اتباع کا نام ہے جن کے حصول میں علم و عمل کا کوئی دخل نہیں بلکہ ان کا حصول اللہ پاک کے فقط فضل و احسان پر موقوف ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿مَنۡ يُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾[12] جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ ہی کی اطاعت کی۔"

۶۔ متابعتِ رسول ﷺ تکمیلِ ایمان کا چھٹا درجہ

یہ درجہ حقیقتِ احمدی ﷺ کا مقام ہے۔ حضرت مجدد نے اس حوالے سے وضاحت اس طرح فرمائی ہے:

"یہ درجہ آپ ﷺ کے ان کمالات کا اتباع ہے جو نبی کریم ﷺ کے محبوبیت کے ساتھ خاص ہے۔ اس درجہ کے اوصاف صرف محبت پر منحصر ہیں۔ جو محبت کی ابتدا اور اس کے اظہار کا باعث ہے، اسی طرح "احمد" میں موجود میم قرآن مجید کے حروف مقطعات میں سے ہے اور اس حرفِ مبارک "میم" کو آپ ﷺ کے ساتھ ایک خاص خصوصیت حاصل ہے جو آپ ﷺ کی محبوبیت کا باعث ہے۔"[13]

۷۔ متابعتِ رسول ﷺ کا ساتواں درجہ

حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں۔

"متابعت کا یہ درجہ سابقہ تمام درجات کے لیے جامع ہے۔ گزشتہ تمام درجات اس کے اجزاء تھے اور یہ ان کے لیے کل کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہاں پہنچ کر تابع کو اپنے متبوع کے ساتھ ایک خاص قسم کا انس پیدا ہو جاتا ہے تبعیت و پیروی کا نام بیچ سے ہٹ جاتا ہے۔ پتہ نہیں چلتا کہ تابع کون ہے اور متبوع کون ہے؟ کامل تابعدار وہ شخص ہے جو متابعت کے ان ساتوں درجات کا حامل ہو"[14]۔

علامہ محمد اقبالؒ ہمیشہ اپنے آپ کو شاعر کہلانے سے ہچکچاتے رہے۔ البتہ عاشق رسول ہونے کا آپ ببانگ دہل اظہار کرتے رہے۔ آپ ﷺ کی ذات پاک کو اپنے لئے مشعل راہ قرار دیتے ہوئے اس طرح لب کشا ہوتے ہیں۔

---

12 ۔ القرآن، 80:4۔

13- مجدد الف ثانی، نفس مصدر، 195۔

14- نفس مصدر، 196۔

ضمیر پاک و نگاہ بلند و مستی شوق

نہ مال و دولت قاروں، نہ فکر افلاطوں

سبق ملا ہے یہ معراج مصطفی سے مجھے

کہ عالم بشریت کی زد میں ہے گردوں[15]

ان اشعار کے پس منظر میں علامہ محمد اقبال دنیاوی مال و متاع کے حصول کی لگن اور فکر و فلسفہ سے اپنے آپ کو بے نیاز سمجھتے ہیں۔ کیونکہ محمد مصطفی ﷺ کی ذات سے انہیں وہ بیش بہا سبق ملا ہے جو ان تمام چیزوں سے بہتر ہے۔ ایک مسلمان کی زندگی کا مقصد عشق مصطفی ہونا چاہئے۔ کیونکہ وہ اس جہاں میں اس کی رہنمائی اور اگلے جہاں میں اس کی سرخروئی کے لیے کافی وشافی ہے۔

آپ ﷺ سے محبت و خیر خواہی علماء کی نظر میں

آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کو تسلیم کرنا، آپ ﷺ کی تعظیم و توقیر کرنا اور آپ ﷺ کی محبت سے دل کی بستی کو معمور کرنا عین ایمان کا تقاضا ہے۔ اس کے بغیر کمال ایمان اور قرب الٰہی حاصل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اللہ رب العزۃ کا ارشاد ہے:

> "جب تک تمہارے باپ، بیٹے، بیویاں، خاندان تمہارا وہ مال جو تم کماتے ہو اور تمہاری وہ تجارت جس کے مندا پڑنے کا تمہیں ڈر ہوتا ہے اور تمہارے مساکن جو تمہیں پسند ہیں، یہ سب تمہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ پسندیدہ ہوں تو تم اللہ کی طرف سے عذاب اور پکڑ کا انتظار کرو[16]۔

اس آیت پاک کے بارے میں علامہ زمخشریؒ فرماتے ہیں:

> "وهذه آية شديدة لا ترى اشد منها" کہ یہ آیت انتہائی سخت ہے۔ تو اس سے زیادہ سخت آیت کوئی نہ دیکھے گا[17]۔

قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں:

---

15 ۔ علامہ محمد اقبال، **بال جبریل** (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز: 1984ء)، 365۔

16۔ القرآن، 24:9۔

17 ۔ ابو القاسم محمود بن عمر جار اللہ زمخشری، خوارزمی، **تفسیر الکشاف** (بیروت: دار المعرفۃ، 2009ء) 257:2۔

"یہ آیت بطور ترغیب وترہیب اور بطور دلالت وحجت آپ ﷺ کے ساتھ محبت کے التزام اور اس کی فرضیت کے وجوب کے لیے کافی وشافی ہے۔کیونکہ اس میں اللہ پاک نے ہر اس مسلمان کے لیے وعید اور عذاب کی خبر دی ہے جس کے ہاں مال وعیال کی محبت آپ ﷺ کی محبت سے زیادہ ہو۔[18]

معلوم ہوا کہ ان ساری چیزوں کو اللہ، اس کے رسول اور احکامات پر فوقیت نہیں دینی چاہئے۔ بلکہ ان کو دنیاوی مال ومتاع سمجھ کر ثانوی حیثیت سے ضرورت کے مطابق اپنانا چاہئے۔ ان کے مقابلے میں اپنے محسن اعظم اور ہادی عالم ﷺ کو سب سے مقدم رکھنا چاہئے۔ اسی طرح ایک اور جگہ اللہ پاک نے مومنین کی اللہ پاک سے والہانہ محبت کو یوں بیان کیا ہے۔

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ﴾ [19]۔ مومنین اپنے رب کے ساتھ شدید محبت رکھتے ہیں۔"

ایک اور جگہ اللہ پاک کا ارشاد ہے۔

﴿النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ﴾ [20]۔

پیغمبر پاک ﷺ مومنین پر ان کی جانوں سے بھی زیادہ حقدار ہیں۔

آپ ﷺ کی حدیث مبارک ہے۔

لا يُؤْمِنُ أحدُكم حتى أَكُونَ أَحَبَّ إليه مِن وَلَدِه، ووالِدِه، والناس أجمعين [21]۔

تم میں کا کوئی اس وقت تک مؤمن کامل نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے والد، اس کی لڑکے اور سارے لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاوں۔

اللہ پاک کی محبت کے بعد سب سے زیادہ محبت ہر مسلمان کے دل میں محمد مصطفی ﷺ کی ہونی چاہئے۔ امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں "باب حب الرسول من الایمان" کے عنوان سے باب قائم کیا ہے۔ صحابہ کرام کی صفت اللہ پاک نے یوں بیان کیا ہے۔ یہ لوگ اللہ اور اس کے رسول پر فدا ہوتے ہیں اور ان کے مقابلے میں اپنی خونی رشتوں کو بھی خاطر میں نہیں لاتے۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے۔

18۔ ابوالفضل قاضی عیاض مالکیؒ، الشفاء بتعریف حقوق مصطفی (مصر: مكتبة التجارية الكبرى)، ۴۳

19۔ القرآن، 165:2۔

20۔ القرآن، 6:33۔

21۔ محمد بن اسماعیل البخاري، الجامع الصحيح، (بیروت: دار طوق النجاۃ، 1422ھ)، 12:1۔

﴿لَمْ يَكُنْ شَخْصٌ أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ﴾ 22۔

کوئی شخص اصحاب محمد ﷺ کے نزدیک آپ سے بڑھ کر محبوب نہیں تھا۔

اس موقع پر محبت کا معنی و مفہوم بھی سمجھنا ضروری ہے۔ محبت ایک طبعی اور فطری وصف انسانیت ہے۔ انسان کے دل کا بھلی اور پسندیدہ چیزوں کی طرف میلان کا نام محبت ہے۔ جیسے بال بچوں کی محبت فطری اور طبعی ہیں۔ جب کہ کچھ صورتیں عقلی اور شرعی ہوتی ہیں جیسے اللہ اور اس کے رسول کی محبت ایمان کا تقاضا ہے۔ اور یہ محبت ہر چیز سے مقدم ہونی چاہئے۔ کیونکہ یہ ہر دوسری محبت کی بنیاد اور سبب ہے۔ تمام محبتوں کا دار و مدار اسی پر ہے۔ اس کی پہچان یہ ہے کہ شعوری طور پر انسان تمام چیزوں اور ان کی محبت کو اللہ اور اس کے رسول کی محبت پر فوقیت نہ دے۔ بلکہ پہلے اس محبت کے عملی تقاضے کو پورا کرے، اس کے بعد طبعی محبت کے تقاضوں کو پورا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اب ہم کچھ ایسی ہستیوں کے عشق رسول کا ذکر کرتے ہیں۔ جو سالار عشاق کہلانے کے بجا طور پر مستحق ہیں۔

مولانا جلال الدین رومیؒ اور حقوق مصطفی

مولانا جلال الدین رومیؒ نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف **مثنوی شریف** میں آپ ﷺ سے محبت و الفت (جو کہ بقول قاضی عیاض امت پر ایک حق ہے) سے سرشار ہو کر آپ کی توصیف و ثنا فرمائی ہے۔ چنانچہ ایک جگہ وہ ارشاد فرماتے ہیں۔

سید و سرور محمد نور جاں — مہتر و بہتر شفیع مجرمان

کہ اے اللہ کے رسول۔ آپ اس کائنات کی روح و جان ہیں۔ آپ اس کے ماتھے کا نور اور جھومر ہیں۔ آپ روز محشر گناہ گاروں کی سفارش فرمائیں گے۔

ایک اور جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

ہمچناں کہ این جہاں پیش نبی — غرق تسبیح است و پیش ما غبی

او شفیع است این جہان و آن جہاں — این جہاں ذی دین و آن جا زی جنان

---

22 ۔ ابو عیسی محمد بن عیسی ترمذی، **جامع الترمذي** (لاہور: اسلامی کتب خانہ س ن)، رقم:2754۔

یعنی سرور دو عالم ﷺ کے حضور یہ جہاں تسبیح و تقدیس میں مصروف عمل ہے۔ یہ وہ عظیم شخصیت ہے جو دونوں جہانوں میں سفارش کرنے کا حق رکھتی ہے۔ مولانا روم آپ ﷺ کو تمام انبیاء کرام کا سردار اور سر خیل قرار دیتے ہوئے کچھ یوں گویا ہوتے ہیں۔

از درم ہانام شاہاں بر کنند نام احمد تا ابد بر می زنند

سکہ شاہاں ہمی گردد دگر سکہ احمد ببیں تا مستقر

کہ دنیاوی سکوں سے بادشاہوں کے نام ہٹا دئے جاتے ہیں لیکن آپ ﷺ کا اسم مبارک شاہی سکہ پر تا ابد جاری و ساری رہے گا۔ مولانا روم آپ ﷺ کو اللہ پاک کا عاشق قرار دیتے ہوئے معشوق خلائق بھی قرار دیتے ہیں۔ اس کی مثال وہ مسجد نبوی کے اس ستون کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ جو آپ ﷺ کی جدائی اور فراق پر زار وقطار رونے لگا تھا۔ مولانا جلال الدین رومیؒ اِسی قصہ کو اشعار کے پیرائے میں کچھ یوں بیان فرماتے ہیں۔ ان کا درج ذیل کلام ترجمہ کے ساتھ پیش خدمت ہے۔

استن حنانہ در ہجر رسول

نالہ میزد ہمچو ارباب عقول

پیغمبر پاک ﷺ کی جدائی میں کھجور کا تنا انسانوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رویا۔

درمیان مجلس وعظ آں چناں

کز وے آگاہ گشت ہم پیر و جواں

وہ اس مجلس نصیحت میں اس طرح پھوٹ پھوٹ کر رویا کہ تمام لوگ آگاہ ہو گئے۔

در تحیر ماند اصحاب رسول کز چہ مے نالد ستوں باعرض وطول

صحابہ کرام سارے حیران ہوئے کہ یہ ستون کس وجہ سے سراپا آہ وزاری کر رہا ہے۔

گفت پیغمبر چہ خواہی اے ستوں گفت جانم از فراقت گشت خوں

سرکار دوعالم نے فرمایا: اے ستون تو کیا چاہتا ہے؟ اس نے عرض کیا: میری جان آپ کے جدائی میں جاں بلب ہے۔

مسندت من بودم از من تاختی بر سرِ منبر تو مسند تاختی

کچھ عرصہ پہلے آپ مجھ سے ٹیک لگایا کرتے تھے، اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دوری اختیار کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوگئے۔

پس رسولش گفت کای نیکو درخت اے شدہ با سرّ تو ہمراز بخت

گر ہمے خواہی ترا نخلے کنند شرقی و غربی ز تو میوہ چنند

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے درخت تو کتنا خوش قسمت ہے، اگر تیری خواہش ہے تو تجھے ایک بار پھر ہری بھری کھجور میں تبدیل کردیں تاکہ شرق و غرب کے سارے لوگ تیرا میوہ تناول کریں۔

یا دراں عالم حقت سروے کند تا ترو تازہ بمانی تا ابد

یا اللہ تو اسے عالم آخرت میں جنت کا درخت بنادے تاکہ ہمیشہ ترو تازہ رہے۔

گفت آن خواہم کہ دائم شد بقاش بشنوا ے غافل کم از چوبے مباش

اس نے کہا: میں وہ بننا چاہتا ہوں جو ہمیشہ کے لیے رہے۔ اے لاپرواہ! تو بھی بیدار ہو جا اور کسی خشک لکڑی سے پیچھے نہ رہ جا۔

آں ستون را دفن کرد اندر زمین تا چو مردم حشر گردد یوم دیں

اس کھجور کے تنے کو زمین میں دفن کردیا گیا، تاکہ بعث بعد الموت کے وقت اسے عام لوگوں کے ساتھ اٹھایا جائے۔

پیش تو استون مسجد مردہ ای است پیش احمد عاشق دلبردہ ای است

یعنی آپ کی نظر میں تو مسجد کا یہ ستون ایک بے جان چیز ہے لیکن رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں وہ ایک دلبر عاشق تھا[23]۔

اقبال اور عشق رسول (جواب شکوہ)

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کردے دہر میں اسم محمد سے اجالا کردے

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو چمن دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو

23 ۔ مولانا جلال الدین رومی، **مثنوی** (دہلی: سب رنگ کتاب گھر، 1974) دفتر اول، ۵۶۔

یہ نہ ساقی ہو تو پھر مے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو بزم توحید بھی دنیا میں نہ ہو تم بھی نہ ہو
خیمہ افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے نبض ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے
دشت میں دامن میں کہسار میں میداں میں ہے بحر میں موج کی آغوش میں طوفاں میں ہے
چین کے شہر، مراکش میں بیاباں میں ہے اور پوشیدہ مسلمان کے ایماں میں ہے
چشم اقوام یہ نظارہ ابد تک دیکھے رفعت شان رفعنالک ذکرک دیکھے۔[24]

یہ اشعار علامہ اقبال کی کتاب بال جبریل کے ذیلی عنوان "جواب شکوہ" سے لئے گئے ہیں۔ان کے اندر علامہ محمد اقبالؒ عشق نبوی کو انسان کے لیے ہر پستی سے نکال کر عروج فراہم کرنے کا ذریعہ قرار دیتے ہیں۔اسی طرح آپ ﷺ کو اس کائنات کا سردار اور مرکزی کردار قرار دیتے ہیں۔اگر آپ ﷺ نہ ہوتے تو اس کائنات رنگ و بو میں کچھ بھی نہ ہوتا۔ آپ ﷺ کی محبت و عظمت ہر مسلمان کے دل کے نہاں خانے میں جاگزیں ہے۔اور آپ ﷺ کی شان تا قیامت اسی طرح زندہ و تابندہ رہے گی۔ایک اور جگہ لب کشائی کرتے ہیں۔اسی بال جبریل میں علامہ محمد اقبالؒ آپ ﷺ کو تمام رسولوں میں آخری پیغمبر، کل کائنات کا آقا قرار دیتے ہیں۔اور اس تاریخی واقعہ کی طرف اشارہ کر رہے ہیں فاران کی وادی سے نور ہدایت چار سو پھیلی تھی۔ گویا آپ ﷺ خدائے بزرگ و برتر کی تخلیق اور صنعت کے پہلے اور آخری شاہکار ہیں۔

عقل کی منزل ہے وہ عشق کا حاصل ہے وہ حلقہ آفاق میں گرمی محفل ہے وہ[25]

یعنی نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس عقل کی آخری منزل ہے۔آپ ﷺ عشق کا حاصل و محصول ہے۔ مختصر یہ کہ آپ ﷺ ہی کے طفیل پوری کائنات شاد و آباد ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ اور عشق رسول ﷺ

شاہ ولی اللہؒ کے سینہ میں سرکار دوعالم ﷺ کی بے پاں عقیدت و احترام پایا جاتا تھا۔ حقوق مصطفی میں سے حق محبت و اتباع کو آپ نے اپنی کتب میں بیان کیا ہے۔جن لوگوں نے آپ کی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے

24۔ علامہ محمد اقبال، **بانگ درا**، جواب شکوہ، 237۔
25۔ علامہ اقبال، نفس مصدر، 425۔

وہ ان سے بخوبی واقف ہیں۔ جیسے فیوض الحرمین، در ثمین اور قصیدہ "أطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم" میں اس محبت کے جلوئے جابجا نظر آتے ہیں۔ چنانچہ آپ کے درج ذیل اشعار بہت مشہور ہیں۔

فمن شاء فليذكر جمال بثينة ومن شاء فليغزل بحب الزيانب

سأذكر حبي للحبيب محمد إذا ذكر العشاق حب الحبائب[26]

"جو چاہئے عرب کی حسین و جمیل خاتون بثینہ کے گن گائے۔ جو چاہئے اپنے معشوقہ کے لیے شعر گوئی و غزل سرائی کرے۔ میں تو ہمیشہ اپنی محبت کا اظہار محمد مصطفی ﷺ کے لیے کروں گا جب بھی عاشق اپنے اپنے محبوب معشوق کا تذکرہ کریں گے۔"

یہاں شاہ ولی اللہؒ کی تحریر کردہ قصیدہ **أطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم** کے چند اشعار نقل کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ جن میں شاہ صاحب نے آپ ﷺ کے عظیم مرتبہ شفاعت اور اس کے حق اقرار کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں۔

ملاذ عباد الله ملجا خوفهم إذا جاء يوم فيه شيب الذوائب

آپ ﷺ قیامت کے دن جب کہ شدت خوف سے بال سفید ہو جائیں، اللہ کی مخلوق کے لیے ملجأ وماوی ہوں گے۔ جن کے پاس خوف سے خلاصی پانے کے لیے وہ بھاگ کر جائیں گے۔

إذا ما أتو نوحا وموسى وآدما وقد ها لهم أبصار تلك الصعائب

جب سارا عالم سفارش کے لیے حضرت نوح، موسیٰ اور آدم علیہم السلام کے پاس جائے گا تو اس دن یہ ان کی تکالیف اور مصائب کو دیکھ کر خود بھی خائف ہو جائیں گے۔

فما كان يغنى عنهم عند هذه

نبى ولم يظفرهم بالمآرب

26۔ ابو الفیاض، احمد، قطب الدین المعروف شاہ ولی اللہ، **قصیدہ أطیب النغم** (لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، س ن)، 152

ان لوگوں کی انبیاء کرام کے پاس حاضری انہیں کوئی نفع نہیں پہنچائے گی۔ اور نہ ہی وہ اپنے مقاصد کے حصول میں ان کو کامیاب کریں گے۔

هناك رسول الله ينحو لربه

شفيعا و فتاحا لباب المواهب

اس وقت اللہ کا محبوب رسول گناہ گاروں کی شفاعت اور بخشش کے لیے بارگاہ الٰہی میں حاضری دیں گے۔

فيرجع مسرورا بنيل طلابه

أصاب من الرحمن أعلى المراتب[27]

پس آپ ﷺ اپنا مقصود حاصل کر کے شاداں و فرحان واپس تشریف لائیں گے۔ اور خداوند کریم کے ہاں اعلیٰ مرتبہ پر فائز و متمکن ہوں گے۔ ایک اور جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

سلالة إسماعيل والعرق نازع

وأشرف بيت من لوى ابن غالب

آپ ﷺ حضرت اسماعیل ﷺ کے خاندان کے اصل اصیل اور جوہر اصلی ہیں۔ ان کے تمام محاسن و کمالات کے حامل ہیں۔ آپ ﷺ کا قبیلہ لوئی بن گالب کی اولاد میں سے شریف و معزز ترین قبیلہ ہے۔

بشارة عيسى واللذى عنه عبروا

بشدة بأس بالضحوك المحارب

آپ ﷺ حضرت عیسیٰ کی بشارت ہیں۔ آپ کی فتوحات کی کثرت کی بناء پر آپ کو ضحوک کا لقب دیا گیا ہے۔

ودعوة إبراهيم عند بناءه

بمكة بيتا فيه نيل الرغائب

سرکار دو عالم ﷺ حضرت ابراہیم ﷺ کی وہ دعا ہیں، جو انہوں نے مکہ مکرمہ میں تعمیر بیت اللہ کے وقت مانگی تھی۔ جہاں اللہ کی طرف سے مخلوق خدا کو بڑی نعمتیں عطاء کی جاتی ہیں۔ ایک اور مقام پر نبی ﷺ کی مدح سرائی یوں کرتے ہیں۔

27۔ شاہ ولی اللہ، نفس مصدر، 41۔

جميل المحيا أبيض الوجه ربعة

جليل كراديس أزج الحواجب

حضور پرنور کا رخ انور من موہنا ہے۔ آپ کی رنگت سفید ہے، قد مبارک میانہ ہے۔ اعضاء مبارک لحیم اور مضبوط ہیں۔ ابرو مبارک باریک اور کمان کی طرح طویل ہیں۔

صبيح مليح أدعج العين اشكل

فصيح له الاعجام ليس بشائب

آپ کا چہرہ مہتاب کی طرح روشن ہے۔ آپ کا حسن دل لبھانے والا ہے۔ چشم مازاغ کی سیاہی انتہائی شدید ہے جس کے سفید حصہ میں سرخ ڈوروں کے حسین امتزاج نے ان آنکھوں کا حسن مزید دوبالا کر دیا ہے۔ آپ کے کلام میں ایسی فصاحت وبلاغت ہے کہ عجمیت کا شائبہ تک نہیں ہوتا۔

وأحسن خلق الله خلقا وخلقة

وأنفعهم للناس عند النوائب[28]

آپ ﷺ اپنے اخلاق کریمی اور محاسن جمیلہ میں تمام مخلوق میں سے زیادہ حسین و دلکش ہیں۔ اور لوگوں کو جب آلام و مصائب کے طوفان گھیر لیتے ہیں تو اس وقت ان کو سب سے زیادہ نفع پہنچانے والے ہیں۔ یعنی آپ کی توجہ سے مصیبت کی گھٹائیں چھٹ جاتی ہیں۔ اور رنج والم کے طوفانوں کا رخ پھر جاتا ہے۔ آخر میں فرماتے ہیں۔

وصلى عليک الله يا خير خلقه

ويا خير مأمول ويا خير واهب

اے محبوب خدا۔ اور اے ان تمام لوگوں سے بزرگ وبرتر جن سے امیدیں وابستہ کی جاتی ہیں۔ اور اے تمام جود و سخا کرنے والوں سے زیادہ سخی: آپ پر اللہ کے کروڑوں درود ہوں۔

فأشهد ان الله راحم خلقه

وأنک مفتاح لكنز المواهب

پس میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالی اپنی مخلوق پر رحم کرے گا۔ اور میں اس بات کا بھی شاہد ہوں کہ آپ کی ذات اقدس ان تمام عطیات کے خزانوں کی کنجی ہے۔

---

28 ۔ شاہ ولی اللہ، نفس مصدر، 45۔

وإنک أعلى المرسلين مكانة

أنت لهم شمس وهم كا الثواقب

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کی ذات تمام انبیاء اور رسل سے اعلی وارفع ہے۔ آپ کی ذات ان کے لیے مثل مہتاب ہے جب کہ وہ ستاروں کی مانند ہیں۔

مشہور ادیب عباس محمود العقاد پیغمبر پاک کے مقام کے بارے میں کچھ یوں گویا ہوتے ہیں۔

"اِن التاریخ کله بعد محمد متصل به مرهون بعمله، وإن حاد ثا واحدا من أحداثه الباقية لم یکن لیقع فی الدنیا کما وقع لولا ظهور محمد وظهور عمله؟ فلا فتوح الشرق والغرب، ولا حرکات أوروبا فی العصور الوسطی، ولا الحروب الصلبية، ولا نهضة العلوم بعد تلک الحروب، ولا کشف القارة الأمریکية، ولا مساجلة الصراع بین الأوروبن والآسیویین والأفریقیین، ولا الثورة الفرنسية وما تلاها من ثورات، ولا الحرب العظمی اللتی شهدناها ولا حادثة قومية أو عالمية مما یتخیل ذالک جمیعه کانت واقعة فی الدنیا کما وقعت لولا ذالک الیتیم اللذی ولد فی شبه الجزیرة العربية بعد خمس مائة وإحدی وسبعین سنة من مولد المسیح"[29]۔

محمد کے بعد کی تمام تاریخ ان سے جڑی ہوئی ہے اور ان کے کام پر منحصر ہے اور اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور نہ ہوتا تو دنیا میں کچھ بھی نہ ہوا ہوتا۔ نہ مشرق و مغرب کی فتوحات، نہ قرون وسطیٰ میں یورپ کی تحریکیں، نہ صلیبی جنگیں، نہ ان جنگوں کے بعد علوم کی نشاۃ ثانیہ، نہ ہی امریکی براعظم کی نمائش، نہ یورپیوں اور ایشیائی اور افریقی اقوام کے درمیان تنازعات کی بحث، نہ ہی فرانسیسی انقلاب اور اس کے بعد آنے والے انقلابات، نہ ہی وہ عظیم جنگ جس کا ہم نے مشاہدہ کیا، نہ ہی کوئی قومی یا بین الاقوامی واقعہ جس کا کوئی تصور کر سکتا ہے۔ اس دنیا میں سب کچھ اس یتیم کی پیدائش کے بعد ہوا جو جزیرہ نمائے عرب میں مسیح کی پیدائش کے پانچ سو اکہتر سال بعد پیدا ہوا۔

مولانا ماہر القادری رسول اللہ ﷺ کے حق محبت واتباع کو شاعری کی زبان میں پیش کرتے رقم طراز ہیں:

رسول مجتبی کہیے، محمد مصطفی کہئے   خدا کے بعد بس وہ ہیں، پھر اس کے بعد کیا کہئے

---

29 ۔ عباس محمود العقاد، عبقریۃ محمد ﷺ، 147۔

شریعت کا ہے یہ اصرار ختم الانبیاء کہئے محبت کا تقاضا ہے کہ محبوب خدا کہئے
جب ان کا ذکر ہو دنیا سراپا گوش ہو جائے جب ان کا نام آئے مرحبا صل علی کہئے
مرے سرکار کے نقش قدم شمع ہدایت ہیں یہ وہ منزل ہے جس کو مغفرت کا راستہ کہئے
محمد کی نبوت دائرہ ہے نور وحدت کا اسی کو ابتداء کہئے اسی کو انتہاء کہئے
غبار راہ طیبہ سرمہ چشم بصیرت ہے یہی وہ خاک ہے جس خاک کو خاک شفاء کہئے
مدینہ یاد آتا ہے تو پھر آنسو نہیں رکتے مری آنکھوں کو ماہر، چشمہ آب بقاء کہئے[30]

نتائج

آپ ﷺ کے جملہ حقوق میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کو پہچانا جائے اور آپ ﷺ کی خداداد صلاحیتوں کی تعریف کی جائے۔اسی لیئے محمد ﷺ کی ذات اقدس کے مختلف پہلوؤں پر ہر زمانے کی مشہور شخصیات نے قلم اٹھایا ہے۔

آپ ﷺ کے حقوق میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ آپ آفاقی شخصیت ہیں۔ آپ ﷺ کی مثال اس خوبصورت پھول کی سی ہے جس کے اندر بے شمار خوشبو اور خوبصورتی پائی جاتی ہے۔ اس سے ہر انسان لطف اندوز اور محظوظ ہوتا ہے۔ جس کا اظہار وہ اپنی بساط اور صلاحیت کے مطابق کرتا ہے۔

محبت رسول ﷺ آپ کے جملہ حقوق میں ایک ایسا حق ہے کہ ایک ادنی اور گناہ گار مسلمان بھی محبوب خدا کے ساتھ بے انتہا محبت وعقیدت رکھتا ہے۔لہذا کسی بھی مسلمان کو اس دولت عظمی سے محروم نہ سمجھا جائے۔ ہر دور میں اس کی زندہ مثالیں ملتی ہیں۔

30۔ http://naatkainaat.org/index.php/ Retrieve on 12/10/2022۔

Bibliography

1. Al-Qur'ān
2. Abū Bakr ʿAbd al-Razzāq ibn Humām ibn Nāfiʿ al-Yamanī, Tafsīr ʿAbd al-Razzāq (Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, Ṭabʿat al-Ūlá, 1419H)
3. Muḥammad Fakhr al-Dīn al-Rāzī, Tafsīr al-Kabīr,
4. Isḥāq ibn Ibrāhīm al-Ḥanẓalī al-Mārūzī, Musnad Isḥāq ibn Rāhawayh, Maktabat al-Īmān - Al-Madīnah al-Munawwarah, Ṭabʿah: al-Ūlá, 1412 – 1991
5. Abū Dāwūd Sulaymān, Musnad Abī Dāwūd (Miṣr: Dār Hijr, Ṭabʿah: al-Ūlá, 1419H - 1999)
6. ʿAyyād ibn Mūsā ibn ʿAyyād ibn ʿAmrūn al-Yaḥṣabī al-Sabtī, Abū al-Faḍl, Dār al-Fayḥāʾ - ʿUmān, Ṭabʿah: al-Thāniyah - 1407H
7. Shaykh Aḥmad Sirhindī (Mujaddid al-Thānī), Maktoobāt-i Imām Rabbanī (Karāchī: Idārah Mujaddidiyyah, Daftr Dūm, 1991 CE)
8. Dr. Muḥammad Iqbāl, Bāl-i Jibrīl (Lāhaur: Shaykh Ghulām ʿAlī & Sons, 1984)
9. ʿAllāmah Maḥmūd ibn ʿAmr (Zamakhsharī), Al-Kashāf:
10. Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Dār Ṭawq al-Nijāh, Ṭabʿah: al-Ūlá, 1422H
11. Abū ʿĪsā Muḥammad al-Tirmidhī, Jāmiʿ al-Tirmidhī (Lāhaur: Islāmī Kitab Khānah)
12. Mawlānā Jalāl al-Dīn Rūmī, Mathnawī (Dihlī: Sabrang Kitāb Ghar, 1974)
13. Dr. ʿAllāmah Muḥammad Iqbāl, Bāng-i Dara, Jawāb-i Shikwah
14. Shāh Walī Allah, Qaṣīdah Aṭyab al-Naghm (Lāhaur: Ziyā' al-Qurʾān Publications, Ganj Buksh Road)
15. ʿAbbās Maḥmūd al-ʿAqqād, ʿIbqarīyyat Muḥammad",ﷺ
16. http://naatkainaat.org/index.php/
17. https://www.urduweb.org/mehfil/threads/